Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 39, Sr.No.111, 2018 pp 107 - 116

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد۳۹، اپریل۔جون ۲۰۱۸ء، شمارہ ۱۱۱

تذکرۃ الشیخ والخذم

(تعارف با احوال مصنف)

☆ نازیہ لطیف ☆☆ ڈاکٹر محمد اقبال شاہد

Abstract:

"Tazkirah-tu-Sheikh wal Khadam" known as "Tazkera-e-Pir Hussu Taili" is rare manuscript that has been preserved in the Maulana Aazad Library in the Ali Garh University. It was accomplished by Surat Singh Aaqil in the reign of Emperor Shah Jihan in 1057 AH. The forementioned Tazkirah comprises of the informations regarding Pir Hassu Taili, his servants and disciples especially Maulvi Abdul Karim and Sheikh Kamal whose writer is mureed. Besides, the relationship of Sheikh Hassu Taili with the contemporary saints and high ups and a bit political situation of that era has been discussed.

Keywords: تذکرۃ الشیخ والخذم، حسو تیلی، صورت سنگھ عاقل، صوفیای پنجاب۔

''تذکرۃ الشیخ والخذم'' معروف بہ ''تذکرۂ پیر حسو تیلی'' ایک منظوم فارسی تذکرہ ہے جس کے مؤلف کا نام صورت سنگھ عاقل ہے اس نے اس تذکرہ میں پیر حسو تیلی کے احوال بیان کیے ہیں۔

احوال صورت سنگھ عاقل:

فارسی تذکروں میں صورت سنگھ عاقل کے احوال نظر سے نہیں گزرے البتہ اس نے خود ''تذکرۃ الشیخ والخذم'' میں اپنے حالات زندگی رقم کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت سنگھ المتخلص بہ عاقل ولد

☆ پی۔ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ فارسی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔

☆☆ پروفیسر شعبہ فارسی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔

دونی چند ولد جوگیداس کا شمار گیارھویں صدی ہجری کی شخصیات میں ہوتا تھا۔ وہ کنبو قوم کی سارنگ گوت کا ایک فرد تھا:

مرا بفرقہ کنبوج عرف شان سارنگ
خطاب صورت سنگھ است عاقل آخرکار
کمینہ پور دونی چند ابن جوگیداس
ز نام اب و جد خویش کردم استحضار(۱)

صورت سنگھ دریائے ستلج کے کنارے نیتسر نامی گاؤں جو روہی وال کے نزدیک پٹی ہیب پور کی عملداری میں واقع ہے، کا رہنے والا تھا:

کنون ز موطن خود بایدم نمود بیان
دگر ز نام اب و جد و عرف خویش اظہار
بہ شہر نیتسر عملہ پتی ھیب پور
قرین خطہ لاھور ملک ھند و بار(۲)

کنبوج قوم کے زیادہ تر افراد کھیتی باڑی کرتے تھے لیکن صورت سنگھ اور اس کے قبیلے کے بیشتر لوگ تجارت پیشہ تھے(۳)۔ صورت سنگھ ایک پڑھا لکھا شخص تھا اس لیے اس نے تجارت چھوڑ کر امانت خان کی ملازمت اختیار کر لی۔ اس کا بڑا بھائی سدانند بھی خان مذکور کا ملازم تھا۔ اس کی وفات کے بعد دونوں بھائیوں نے کسی اور کی ملازمت کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر امانت خان کے بیٹے عاقل خان کے سمجھانے پر دونوں اس کی ملازمت کے لیے تیار ہو گئے چنانچہ صورت سنگھ کی تقرری ادارۂ توجیہہ میں ہوئی اور اس کے بھائی نے خان سامان کا منصب سنبھالا:

سپردہ دفتر آن میرزا بدفتر بند
بسوی عاقل خان آمدیم زان دربار
اخی بیافتہ تشریف خان سامانی
مرا بدفتر توجیہہ کرد خامہ گذار(۴)

بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ صورت سنگھ عاقل سکھ ہے لیکن درحقیقت وہ ھندو مذہب کا پیروکار تھا اور اس پر فخر بھی کرتا تھا(۵)۔ جب اکبر بادشاہ نے گائے کشی پر پابندی عائد کی تو صورت سنگھ اور اس کے دیگر ہم مذہبوں کو اس سے دلی مسرت ہوئی(۶)۔ سکھ مذہب میں سیگار نوشی کی سخت ممانعت ہے لیکن صورت سنگھ مولوی عبدالکریم کے منع کرنے کے باوجود سیگار پیتا تھا:

رسید حکم کہ عبدالکریم تنبا کو
بدست نیک ازین آرزو طمع بردار(۷)

مذکورہ بالا حقائق اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ صورت سنگھ سکھ نہیں بلکہ ھندو تھا۔ صورت سنگھ مولوی عبدالکریم کا مرید تھا جو شیخ حسو تیلی کے مرید تھے اور وہ ایک دفعہ مرشد کے توسط سے شیخ حسو تیلی کی زیارت سے بھی مشرف ہوا تھا۔ ان کی وفات کے بعد صورت سنگھ شیخ کمال کے مریدوں کے زمرے میں آ گیا۔ شیخ کمال بھی شیخ حسو تیلی کے مرید تھے۔(۸)

صورت سنگھ عاقل کے آخری ایام اور موت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ مؤلف ایک بار مولوی عبدالکریم کی معیت میں شیخ حسو تیلی کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور شیخ حسو نے ۱۱۰۱ھ میں وفات پائی(۹)۔ فرض کیجیے اگر اس وقت مؤلف کی عمر بیس سال تھی تو وہ تذکرہ کی تکمیل تک جو ۱۰۵۷ھ میں ہوئی یقیناً چھیاسٹھ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہوگا۔ اس امر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ تذکرہ کی تکمیل کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا ہوگا۔

آثار صورت سنگھ عاقل:

صورت سنگھ عاقل کی اس تذکرہ کے علاوہ کوئی اور تصنیف دیکھنے یا سننے میں نہیں آئی۔

صورت سنگھ عاقل کے عہد کے سیاسی حالات:

سیاسی لحاظ سے یہ تیموریوں کا مستحکم دور تھا۔ رعایا خوشحال تھی اور ہر جگہ امن تھا۔ ھندو حکمران تابع فرمان تھے۔ پے در پے فتوحات نے سلطنت کا دائرہ وسیع کیا اور کثرت سے فلاحی کام انجام دیے گئے۔ سب کے لیے انصاف کے یکساں مواقع میسر تھے، اگرچہ یورپی ممالک یہاں ریشہ دوانیاں کر رہے تھے اور شورشوں نے بھی سر اُٹھایا۔ اس کے باوجود اسے تیموریوں کا زرین دور شمار کیا جا سکتا ہے۔(۱۰)

مؤلف کے زمانہ کے ادبی حالات:

بلاشبہ اس زمانے کو فارسی ادبیات کی ترقی اور وسعت کا زمانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس دور میں علماء، شعراء اور دانشوروں کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی اور انہیں بیش بہا انعامات سے نوازا جاتا تھا۔ اس زمانے میں تاریخ نویسی اور تراجم کی طرف خصوصی رجحان رہا۔(۱۱)

معرفی شیخ حسو تیلی:

شیخ حسن کنجد گر معروف بہ پیر حسو تیلی مغل شہنشاہ اکبر کے زمانے میں لاہور کے قطب المشائخ ہو گزرے ہیں(۱۲)۔ آپ سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے(۱۳)۔ اور شاہ جمال لاہوری کے عظیم المرتبت خلفاء میں سے تھے۔(۱۴)

شیخ حسو تیلی کی سن پیدائش کا علم نہیں ہے(۱۵)۔ البتہ ان کی ولادت دریائے چناب کے کنارے

واقع ایک گاؤں ما کیوال میں ہوئی۔ والد کا نام شیخ چندو اور والدہ کا نام میلی تھا۔ جیسا کہ صورت سنگھ نے لکھا ہے:

فرزود نور بصر شیخ چندوی تیلی
عجب کہ ماہ پرورده مهر راه به کنار
عفیفہ حضرت میلی است نام مادر او
نیافت میل پسر چون بیافتش دیدار (۱۶)

شیخ چندو کا ایک کولھو تھا جس کی آمدنی سے یہ کنبہ پلتا تھا جب شیخ حسو جوان ہوئے تو ان کے والد نے انہیں بھی یہ کام شروع کروانے کے لیے بارہ روپے دے کر ایک کنجد خریدنے بھیجا (۱۷)۔ راستے میں ان کی ملاقات پنجاب کے مشہور جوگی گورو گورکھ ناتھ سے ہوئی جس نے آپ کو بہت متاثر کیا، چنانچہ ان کی خدمت میں کئی سال رہ کر فیضان حاصل کیا (۱۸)۔ اس کے بعد آپ سیر و سیاحت کے لیے نکل گئے اور مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے لاہور میں تشریف لائے اور چوک جھنڈا اندرون لوہاری گیٹ میں گندم کا کاروبار شروع کر دیا (۱۹)۔

گورو گورکھ ناتھ کے پاس رہ کر آپ کو بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی چاٹ لگ چکی تھی اس لیے آپ وقتاً فوقتاً حضرت شاہ جمال سہروردی کی خدمت میں حاضری دینے لگے۔ چونکہ گذر اوقات تنگی سے ہوتی تھی اس لیے ایک دن شاہ جمال لاہوری کے پاس اچھرہ میں حاضر ہو کر وسعت رزق کے لیے استدعا کی (۲۰)۔ انہوں نے فرمایا کہ برابر تولا کرو چنانچہ اس دن سے انہوں نے اپنا یہ دستور مقرر کیا کہ ترازو اور سنگ ترازو مع غلہ دکان میں رکھ چھوڑتے، خریدار تول کر خود لے جایا کرتے تھے (۲۱)۔ جو زیادہ لے کر جاتا تھا اس کا غلہ گھر جا کر کم ہو جاتا اور جو پورا لے جاتا تھا اس کا زیادہ ہو جاتا (۲۲)۔ کوئی مدت آپ نے یہ طریقہ جاری رکھا پھر خدا کے فضل سے اس قدر برکت ہوئی کہ سنگ ترازو سونے کے بنوا لیے (۲۳)۔ ایک دن یہ باٹ لے کر شاہ جمال کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ آپ کی توجہ سے اس قدر کشائش اور برکت ہوئی ہے کہ سنگ ترازو بھی سونے کے بنا لیے ہیں۔ انہوں نے فرمایا انہیں لے جا کر دریائے راوی میں پھینک دو (۲۴)۔ حسب الحکم فوراً دریا پر گئے اور وہ سنہری باٹ دریا میں ڈال دیے۔ دو روز بعد دیہات سے غلہ فروش لاہور آتے ہوئے دریا پر سے گزرے تو وہ سنہری باٹ ان کے پاؤں کے نیچے آ گئے۔ اُن کو معلوم تھا کہ یہ باٹ شیخ حسن کے ہیں، لہٰذا انہوں نے لا کر انہیں دے دیئے۔ شیخ حسن پھر یہ باٹ شاہ جمال کے پاس لے گئے کہ دریا سپرد کیے ہوئے پھر میرے پاس آ گئے ہیں (۲۵)۔ شاہ صاحب نے فرمایا یہ تیری راستی کا امتحان تھا جب تو نے کم تولنا چھوڑ دیا تو مال میں برکت آئی۔ جو مال وجہ حلال سے حاصل ہوتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا (۲۶)۔ شیخ حسن پر شاہ جمال کی اس گفتگو کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ تارک الدنیا ہو کر سلسلہ سہروردیہ میں شاہ جمال کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے اور ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد تصوف کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہوئے۔ (۲۷)

بعض تذکرہ نگاروں نے تحریر کیا ہے کہ اس واقعہ کے چند روز بعد آپ گندم تول رہے تھے اور حسب

دستور دھڑ وائیاں، دھارنان گن رہے تھے۔ جب بارہ دھارنیں گن چکے اور تیرہویں کی باری آئی تو کسی نے آپ کو بلایا اس کے جواب میں آپ نے تیرہ میں تیرہ کہا۔ آپ نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ یا اللہ میں تیرا ہوں یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور گندم بیچنا ترک کر دی۔ (۲۸)

بعد میں تیل بیچنا شروع کر دیا اور تیلی مشہور ہوئے۔ تیلی برادری کے لوگ ان کو اپنا پیر تسلیم کرتے ہیں۔ پنجاب کے عظیم شاعر وارث شاہ نے ایک جگہ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

حسو تیلی جیوں پیر ہے تیلیاں دا سلیمان ہے جن بھوتا سیاں دا
سوٹا پیر ہے وگڑیاں دا داوَد ہے زرہ نواسیاں دا(۲۹)

شیخ حسو کی تاریخ وفات کے بارے میں تذکرہ نویسوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مؤلف آثار الاولیاء، تاریخ لاہور اور تحقیقات چشتی نے حسو تیلی کا سال وفات ۱۰۰۲ھ/۱۵۹۳ء بتایا ہے۔ ان کے مزار پر بھی یہی تاریخ وفات درج ہے (۳۰)۔ محمد دین کلیم نے مدینۃ الاولیاء اور محمد اسلم نے سرمایۂ عمر میں بحوالۂ ''تذکرۃ الشیخ والخدم'' لکھا ہے کہ ان کا وصال ۳ شوال ۱۰۱۱ھ بمطابق ۱۶۰۲ء بعہد جلال الدین اکبر ہوا:

شمار روز سیوم بود از مہ شوال
کہ کرد بر صف کرّ و بیان ز لطف گذار(۳۱)

جبکہ بیشتر کتب جیسے حدیقۃ الاولیاء، گلزار صوفیاء، بزرگان لاہور، اولیائے لاہور اور اولیائے پاک و ہند کا انسائیکلو پیڈیا میں شیخ حسن کا سال وفات ۱۰۱۲ھ بمطابق ۱۶۰۳ء درج ہے (۳۲)۔

ان کا مزار لاہور میں ایبٹ روڈ پر محفل سینما کے عقب میں ہے۔ راقم کو بھی مزار پر حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے (۳۳)۔ کچھ تذکرہ نگاروں نے ان کی جائے مدفون کی نشاندہی کچھ اور مقامات پر بھی کی ہے۔ اسی طرح حضرت کا عرس تیسری شوال کو بتایا جاتا ہے (۳۴) جبکہ راقم کی تحقیق کے مطابق دوسری شوال کو ہوتا ہے۔ لوہاری دروازہ کے اندر چوک جھنڈا میں آپ کی دکان اور گھر تھا۔ گردونواح کے لوگ اب بھی جمعرات کو یہاں چراغ جلاتے ہیں۔ (۳۵)

شیخ حسو تیلی کے اکبری دور کے نامور امراء و علماء سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ عبدالرحیم خانخاناں نے تسخیر ٹھٹھہ اور دکن کے لیے آپ سے استمداد چاہی تھی (۳۶)۔ شیخ فرید بخشی نے بھی آپ سے اولاد کے لیے درخواست کی (۳۷) مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری جس کا شمار اکبری دور کے نامور علماء میں ہوتا تھا۔ پہلے پہل شیخ حسو تیلی کا مخالف تھا لیکن بعد میں ان کے معتقدین میں شامل ہو گیا تھا۔ (۳۸)

شیخ حسن کے ہم عصر بزرگان میں سے شیخ موسیٰ آھنگر خلیفہ شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی (۳۹) اور شیخ نظام نارنولی کے مرید عبدالغنی سے بڑے اچھے روابط تھے (۴۰)۔ مادھولال حسین سے انہیں کمال محبت تھی فرمایا کرتے تھے کہ حسو حسین اور حسین حسو ہے دوئی باقی نہیں ہے۔ (۴۱)

مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر کے مراسم شیخ حسو کے ساتھ بڑے خوشگوار تھے۔ ایک دفعہ اکبر بادشاہ نے آپ سے باران رحمت کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی جو موثر ثابت ہوئی (۴۲)۔ شہزادہ سلیم کی بغاوت اور پھر اکبر سے صلح کروانے میں شیخ حسو کے ارادے کو بڑا دخل تھا۔ (۴۳)

''تذکرۃ الشیخ والخدم'' کا تعارف:

''تذکرۃ الشیخ والخدم'' معروف بہ ''تذکرۂ پیر حسو تیلی'' گیارہویں صدی ہجری میں مغل بادشاہ شاہ جہان کے عہد میں لکھا گیا۔ یہ ایک منحصر بفرد مخطوطہ ہے۔ اس کا آغاز ورق سات ب اور اختتام ورق ۱۸۲ب پر ہوتا ہے۔ ہر صفحہ سترہ اشعار پر مشتمل ہے۔ ورق ۷۰ب، ۷۱الف، ۱۰۳ب، ۱۰۴الف اور ۱۰۴ب کا نصف موجود نہیں ہے۔ یہ نسخہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ یونیورسٹی میں اس نمبر ۲۹/MSS29 کے تحت محفوظ ہے۔

صورت سنگھ عاقل نے ''تذکرۃ الشیخ والخدم'' کا آغاز ۲۱ رجب ۱۰۵۴ھ جمعرات کو بٹھنڈہ کے مقام پر کیا:

بیافت صورت اتمام در بتندہ کنون
ببارگاہ رتن حاجی این ھمہ اشعار
ز جملہ حرف چو شد جمع در حساب
بود ز ھجرت نبوی ھزار و پنجہ و چار(۴۴)

تین سال کی محنت کے بعد ۱۰۵۷ھ کو شاہ جہان کے دور میں یہ تذکرہ پایہ تکمیل کو پہنچا جس کا ذکر صورت سنگھ نے ان اشعار میں کیا ہے:

ھزار و پنجہ ھفتم بود ز خاتمہ اش
کہ در سہ سال من این نسخہ ساختم طیار
رسید فاتحہ تا خاتمہ بفال نکو
بہ دور شاھجہان داور جان دادار(۴۵)

''تذکرۃ الشیخ والخدم'' کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

شکر و سپاس حضرت خلاق کن فکان
رزاق روح پرور و فیاض انس و جان
کردم شروع ''تذکرۃ الشیخ والخدم''
در ذکر پیر حسو تیلی ملک نشان(۴۶)

عنوان کے بعد سترہ اشعار حمدیہ پھر سترہ نعتیہ ہیں۔ اس کے بعد شیخ حسو تیلی کا تذکرہ اس شعر سے شروع ہوتا ہے:

در ذکر پاک حسو حضرت حسن مزاج
ناموس اھل جذبہ چہ پیدا و چہ نھان(۴۷)

''تذکرۃ الشیخ والخدم'' میں صورت سنگھ عاقل نے شیخ حسو کے ساتھ ان کے خلفاء کا ذکر بھی قدرے تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ ان کے خلیفہ مولوی عبدالکریم جو مؤلف کے مرشد بھی تھے اور اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم فاضل شخص اور زبردست فقیہہ تھے، کے بارے میں صورت سنگھ نے عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

سپھر مرتبہ عبدالکریم کزوی مھر
کند زبر سبق خرد مطلع الانوار(۴۸)
ز لطف حضرت عبدالکریم پاک سیر
فگند ظل کرم برسرم ھما کردار(۴۹)

مولوی عبدالکریم کی وفات کے بعد ان کے پیر بھائی شیخ کمال خلیفہ ہوئے، یہ ملامتیہ مشرب رکھتے تھے:

ملا متیہ بود مذھبش و لیک بعلم
نظر او نبود کوست عالم اسرار(۵۰)

صورت سنگھ عاقل نے تذکرۂ مذکور میں شیخ کمال کی مغل بادشاہ شاہ جہان سے ملاقات، ہرن مینار کی سیر کے علاوہ ان کے ھندو مسلم مریدین، ان کی خانقاہ پر جاری رہنے والے لنگر اور کھانوں کا ذکر بڑی خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔

''تذکرۃ الشیخ والخدم'' اگرچہ شیخ حسو اور ان کے خدام کا تذکرہ ہے۔ تاہم اس میں اکبر اور جہانگیر کے ادوار کے اہم تاریخی اور سیاسی واقعات اور شاہ جہان کی تخت نشینی کا بھی بیان ہے(۵۱)۔ علاوہ ازیں بابا گرونا نک کی وفات کا واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ درج ہے۔(۵۲)

صورت سنگھ عاقل نے اس تذکرے کو قصیدے کے قالب میں لکھا ہے لیکن طوالت کی وجہ سے اس کو ۷۹ قطعات میں تقسیم کیا ہے۔ قطعات کا عنوان بھی منظوم اور ہم قافیہ ہے:

بہ یک زمین قصیدہ سخن طراز شدم
کہ قطعہ قطعہ شد از سرخی آن سیہ اسطار
قصیدہ گشت جریدہ ورق ورق قطعہ
قصیدہ بر شمرش خواہ قطعہ قطعہ شمار(۵۳)

☆☆☆☆

حواشی:

۱۔ صورت سنگھ، عاقل، تذکرۃ الشیخ والخدم، ص۱۸۱ب: محمد اسلم، سرمایہ عمر، ص۷۱۔
۲۔ صورت سنگھ، ورق ۱۸۱الف، محمد اسلم، ص۷۲۔
۳۔ صورت سنگھ، ورق ۱۸۱الف، محمد اسلم، ص۷۲۔
۴۔ صورت سنگھ، ورق ۱۶۳ب، محمد اسلم، ص۷۳۔
۵۔ صورت سنگھ، ورق ۴۷ب، محمد اسلم، ص۷۴۔
۶۔ صورت سنگھ، ورق ۳۶ب، محمد اسلم، ص۷۴۔
۷۔ صورت سنگھ، ورق ۱۳۴الف، محمد اسلم، ص۷۵۔
۸۔ صورت سنگھ، ورق ۱۰۲الف، محمد اسلم، ص۷۵۔
۹۔ صورت سنگھ، ورق ۱۰۱الف، محمد اسلم، ص۸۴۔
۱۰۔ صفدر حیات صفدر، عہد مغلیہ مع دستاویزات، صص ۲۹۷، ۲۹۸۔
۱۱۔ صفدر حیات صفدر، عہد مغلیہ مع دستاویزات، ص۳۸۶؛ سید عبداللہ، ڈاکٹر، فارسی زبان و ادب، مجموعہ مقالات، صص ۳۱۸، ۳۱۹۔
۱۲۔ محمد دین فوق، سوانح حیات حضرت علی بن عثمان المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش، ص۱۵۸؛ عالم فقری، گلزار صوفیاء، ص۲۸۲۔
۱۳۔ عالم فقری، گلزار صوفیاء، ص۲۸۳؛ ارمان سرحدی، امان اللہ خان، عرس اور میلے، ص۷۹۔
۱۴۔ قدوسی، مولانا اعجاز الحق، تذکرۂ اولیائے پنجاب، ص۱۵۷۔
۱۵۔ ارمان سرحدی، امان اللہ خان، عرس اور میلے، ص۷۹۔
۱۶۔ صورت سنگھ، تذکرۃ الشیخ والخدم، ص۸۹الف، ۸۹ب۔
۱۷۔ صورت سنگھ، تذکرۃ الشیخ والخدم، ص۸۹ب۔
۱۸۔ محمد دین کلیم، مدینۃ الاولیاء، ص۳۵۰۔
۱۹۔ الیاس عادل، اولیائے لاہور کا انسائیکلوپیڈیا، ص۳۶۹۔
۲۰۔ غلام سرور لاہوری، مفتی، حدیقۃ الاولیاء، ص۱۶۸۔
۲۱۔ نور احمد چشتی، تحقیقات چشتی، صص ۲۴۰-۲۴۱؛ محمد جمیل خان ایم اے، تاریخی عمارات قدیم لاہور مٹ رہا ہے، ص۷۰۔
۲۲۔ اختر دھلوی، اولیائے پاک و ھند کا انسائیکلوپیڈیا، ص۶۳۴؛ کنھیا لال ھندی، تاریخ لاہور، ص۲۹۴۔
۲۳۔ محمد لطیف ملک ایم اے، اولیائے لاہور، ۱۷۵۔

۲۴۔ نامی، پیر غلام دستگیر، بزرگان لاہور، ص ۱۶۲؛ محمد دین کلیم، مدینۃ الاولیاء، ص ۲۵۰۔
۲۵۔ عالم فقری، علامہ، تذکرہ اولیائے لاہور، صص ۲۸۳-۲۸۴۔
۲۶۔ اختر دھلوی، اولیائے پاک وھند کا انسائیکلو پیڈیا، ص ۶۳۴۔
۲۷۔ قدوسی، اعجاز الحق تذکرہ صوفیائے پنجاب، ص ۲۵۲؛ عابد نظامی، ڈاکٹر خواجہ، لاہور میں اسلام کے سفیر، ص ۱۷۱۔
۲۸۔ نور احمد چشتی، تحقیقات چشتی، ص ۲۴۱؛ عالم فقری، تذکرۂ اولیائے لاہور، ص ۲۸۴۔
۲۹۔ وارث شاہ، ہیر وارث شاہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷۔
۳۰۔ اکرم اکرام، سید محمد، آثار الاولیاء، ص ۱۴۰؛ کنھیا لال ھندی، تاریخ لاہور، ص ۲۹۴؛ نور احمد چشتی، مولوی، تحقیقات چشتی، ص ۲۴۳۔
۳۱۔ محمد دین کلیم، مدینۃ الاولیاء، ص ۳۵۳؛ محمد اسلم، سرمایہ عمر، ص ۸۴؛ صورت سنگھ عاقل، ''تذکرۃ الشیخ والخدم''، ورق ۱۰۱ الف۔
۳۲۔ غلام سرور لاہوری، مفتی، حدیقۃ الاولیاء، ص ۱۶۹۔
۳۳۔ مدینۃ الاولیاء، محمد دین کلیم، ص ۳۵۳؛ محمد اسلم، سرمایہ عمر، ص ۸۴؛ عالم فقری، تذکرہ اولیائے لاہور، ص ۲۸۲۔
۳۴۔ نور احمد چشتی، تحقیقات چشتی، ص ۲۴۴؛ عالم فقری، گلزار صوفیاء، ص ۲۸۵۔
۳۵۔ نور احمد چشتی، تحقیقات چشتی، ص ۲۴۰؛ کنہیا لال، تاریخ لاہور، ص ۲۹۴۔
۳۶۔ صورت سنگھ عاقل، تذکرۃ الشیخ والخدم، ورق ۱۱۳ الف، ۱۱۴ ب۔
۳۷۔ ھمو، ورق ۱۲۰ الف۔ ۳۸۔ ھمو، ورق ۱۱۹ الف۔
۳۹۔ نامی متولی، تاریخ جلیلہ، ص ۳۸۰۔
۴۰۔ صورت سنگھ عاقل، تذکرۃ الشیخ والخدم، ورق ۱۴۹ ب۔
۴۱۔ کنھیا لال، تاریخ لاہور، ص ۲۹۵۔
۴۲۔ صورت سنگھ عاقل، تذکرۃ الشیخ والخدم، ورق ۲۸ ب؛ محمد اسلم، سرمایہ عمر، ص ۸۶۔
۴۳۔ صورت سنگھ عاقل، تذکرۃ الشیخ والخدم، ورق ۲۴ الف؛ محمد اسلم، سرمایہ عمر، ص ۸۶۔
۴۴۔ صورت سنگھ عاقل، تذکرۃ الشیخ والخدم، ورق ۱۸۱ ب، ۱۸۲ الف۔
۴۵۔ ھمو، ورق ۱۸۲ الف۔ ۴۶۔ ھمو، ورق ۷ ب۔
۴۷۔ ھمو، ورق ۸ ب۔ ۴۸۔ ھمو، ورق ۱۳۶ ب۔
۴۹۔ ھمو، ورق ۱۳۱ ب۔ ۵۰۔ ھمو، ورق ۱۰۲ الف، ۱۰۸ ب۔
۵۱۔ ھمو، ورق ۲۴ الف۔ ۵۲۔ ھمو، ورق ۱۲۲ ب۔
۵۳۔ ھمو، ورق ۱۸۰ ب۔

منابع و مآخذ:

☆ اختر دھلوی، مرزا محمد، اولیائے پاک و ہند کا انسائیکلوپیڈیا، المعروف بہ تذکرۂ اولیائے برصغیر پاک و ہند، حصہ اوّل تا سوم، مشتاق بک کارنر لاہور، سال ندارد۔

☆ ارمان سرحدی، امان اللہ خان، عرس اور میلے، کتاب منزل، لاہور، ۱۹۵۹ء۔

☆ اکرم اکرام، سید، محمد، آثار الاولیاء، کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

☆ الیاس عادل، محمد، اولیائے لاہور، انسائیکلوپیڈیا، مشتاق بک کارنر لاہور، سال ندارد۔

☆ چشتی، نور احمد، مولوی، تحقیقات چشتی، انتشارات پنجابی اکادمی، لاہور، ۱۹۶۴ء۔

☆ سید عبداللہ، ڈاکٹر، فارسی زبان وادب مجموعہ مقالات، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۷ء۔

☆ صفدر حیات صفدر، عہد مغلیہ مع دستاویزات، نیو بک پیلس، لاہور، سال ندارد۔

☆ عابد نظامی، ڈاکٹر خواجہ، لاہور میں اسلام کے سفیر، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

☆ عالم فقری، ادارت واہتمام حاجی انور اختر، گلزار صوفیاء، مکتبہ فقریہ، لاہور، ۱۹۸۳ء۔

☆ عالم فقری، علامہ، تذکرۂ اولیائے لاہور، شبیر برادرز، لاہور، ۱۹۹۳ء۔

☆ فوق، محمد دین، سوانح حیات حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش، علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات محکمۂ اوقاف پنجاب، لاہور۔

☆ قدوسی، اعجاز الحق، مولانا، تذکرہ اولیائے پنجاب، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، سال ندارد۔

☆ کلیم قادری، محمد دین، مدینۃ الاولیاء، ادارت واہتمام محمد ارشد قریشی، مدینۃ الاولیاء، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور، سال ندارد۔

☆ کلیم، محمد دین، لاہور کے اولیائے سہرورد، جائے چاپ مشخص نہیں ہے، سال ندارد۔

☆ کنھیا لال ہندی مرتبہ کلب علی خان فائق، تاریخ لاہور، مجلس ترقی ادب، سال ندارد۔

☆ لطیف ملک، محمد، ایم.اے، اولیائے لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء۔

☆ محمد اسلم، سرمایۂ عمر، ندوۃ المصنفین، لاہور، ۱۹۷۶ء۔

☆ نامی متولی، تاریخ جلیلہ، الخلد، شیخوپورہ، ۱۴۲۹ھ۔

☆ نامی، پیر غلام دستگیر، بزرگان لاہور، لاہور، ۱۹۸۱ء۔

☆ وارث شاہ، ہیر وارث شاہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء۔